قرآن سکھاتا ہے
آدابِ حبیب ﷺ
تصنیف لطیف
شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان
مفتی محمد فیض احمد اُویسی رَضوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن سِکھاتا ھے ادبِ حبیب

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

امــا بـعـد! ہمارے دور میں اہلسنت کا امتیازی نشان تعظیم وتکریم اور ادبِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔غور سے دیکھا جائے تو جملہ بد مذاہب اور اہلِ حق کے جھگڑے کی جڑ ادب اور بے ادبی ہے۔اہلسنت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام واہلِ بیت عظام اور اولیائے امت وعلمائے ملت کے آداب اور تعظیم وتکریم کو دینِ اسلام اور ایمان کا جوہر (اصل) سمجھتے ہیں اور دیگر بد مذاہب اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ بعض بد مذاہب تو اسے شرک وبدعت کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔اس تصنیف میں فقیر صحابہ کرام واہلِ بیت عظام کے آداب اور تعظیم وتوقیر کے مضامین عرض کریگا تاکہ حق وباطل کا امتیاز ہو۔

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡم

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ادب واحترامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجمالی خاکہ

صحابہ کرام جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرتے تھے اس کا اظہار سینکڑوں طریقوں سے ہوتا تھا۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دربارِ نبوت کے ادب وعظمت کے لحاظ سے خاص طور پر کپڑے زیب تن کر لیتے۔

(۱) ایک صحابیہ فرماتی ہیں کہ جَمَعۡتُ عَلَیَّ ثِیَابِی حِیۡنَ اَمۡسَیۡتُ، فَأَتَیۡتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ [۱] یعنی شام ہوئی تو میں نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

(۲) بغیر طہارت کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ سے مصافحہ کرنا گوارا نہ کرتے۔مدینہ کے کسی راستہ میں آپ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامنا ہوگیا ان کو نہانے کی ضرورت تھی گوارا نہ ہوا کہ اس حالت میں آپ کے

---

[۱] (سنن ابی داود شریف، کتاب الطلاق، باب فی عدۃ الحامل، الحدیث ۲۳۰۶، جلد۱، صفحہ۷۰۴، دار الفکر بیروت)

سامنے آئیں اس لئے آپ کو دیکھا تو کترا گئے اور غسل کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا ابوہریرہ کہاں تھے؟ عرض کی میں پاک نہ تھا اس لئے آپ کے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ (ابوداؤد) ۲

(۳) آپ کے سامنے بیٹھتے تو فرط ادب کی تصویر بن جاتے۔ احادیث میں اسی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے

كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ۔

یعنی صحابہ آپ کے سامنے اس طرح بیٹھتے تھے گویا ان کے سروں پر چڑیا بیٹھی ہوتی ہیں۔ (ابوداؤد) ۳

(۴) گھر میں بچے پیدا ہوتے تو ادب سے ان کا نام محمد نہ رکھتے۔ ایک دفعہ ایک صحابی کے گھر میں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے محمد نام رکھا لیکن ان کی قوم نے کہا ہم نہ یہ نام رکھنے دیں گے نہ اس کنیت سے تم کو پکاریں گے تم اس کے متعلق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرلو۔ وہ بچے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو ارشاد ہوا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو۔ (مسلم شریف) ۴

(۵) اگر راستے میں کبھی ساتھ ہو جاتا تو ادب سے آپ کے سواری پر سوار ہونا پسند نہ کرتے۔ ایک بار حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر ہانک رہے تھے آپ نے فرمایا سوار کیوں نہیں ہو لیتے؟ لیکن اُنہوں نے اس کو بڑی بات سمجھا کہ آپ کے خچر پر سوار ہوں تاہم "امتثالاً للامر" (تعمیلِ حکم کے لئے) تھوڑی دور تک سوار ہو لئے۔

(نسائی) ۵

---

۲ عَنْ أَبِى رَافِعٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِى رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– فِى طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَأَنَا جُنُبٌ فَاخْتَنَسْتُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ » أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ «. قَالَ قُلْتُ إِنِّى كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ. (سنن ابی داود شریف، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یصافح، جلد۱، صفحہ ۱۰۹، حدیث ۲۳۱، دارالفکر بیروت)

۳ (سنن ابی داود شریف، کتاب الطب، باب فی الرجل یتداوی، جلد۲، صفحہ ۳۹۶، حدیث ۳۸۵۵، دارالفکر بیروت)

۴ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلاَمٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لَهُ قَوْمُهُ لاَ نَدَعُكَ تُسَمِّى بِاسْمِ رَسُولِ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم–. فَانْطَلَقَ بِابْنِهِ حَامِلَهُ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَتَى بِهِ النَّبِىَّ –صلى الله عليه وسلم– فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِى غُلاَمٌ فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لِى قَوْمِى لاَ نَدَعُكَ تُسَمِّى بِاسْمِ رَسُولِ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم–. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– » تَسَمَّوْا بِاسْمِى وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِى فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ «.

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب النھی عن التکنی بأبی القاسم الخ، کتاب، جلد۳، صفحہ ۱۶۸۲، حدیث ۲۱۳۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

۵ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِىِّ –صلى الله عليه وسلم– بَغْلَةٌ شَهْبَاءُ فَرَكِبَهَا وَأَخَذَ عُقْبَةُ يَقُودُهَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– لِعُقْبَةَ » اقْرَأْ «. قَالَ وَمَا أَقْرَأُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ » اقْرَأْ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) «. فَأَعَادَهَا عَلَىَّ حَتَّى قَرَأْتُهَا فَعَرَفَ أَنِّى لَمْ أَفْرَحْ بِهَا جِدًّا قَالَ » لَعَلَّكَ تَهَاوَنْتَ بِهَا «. فَمَا قُمْتُ يَعْنِى بِمِثْلِهَا.

(سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب أنبأ ناعمرو بن علی، حدیث ۵۴۴۸، جلد۸، صفحہ ۶۴۴، دارالمعرفۃ بیروت)

(۶)فرطِ ادب سے کسی بات میں آپ ﷺ پر تَقَدُّم یا مُسابقت گوارا نہ کرتے ۔آپ ﷺ غزوۂ تبوک کے سفر میں قضائے حاجت کے لئے صحابہ سے الگ ہوگئے ۔نمازِ فجر کا وقت آ گیا تو صحابہ نے آپ ﷺ کے آنے سے پیشتر ہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی امامت میں نماز شروع کردی آپ ﷺ پہنچے تو ایک رکعت نماز ہوچکی تھی اس لئے آپ ﷺ دوسری رکعت میں شریک ہوئے نماز ہوچکی تو تمام صحابہ کرام نے اس کو بے ادبی بلکہ گناہ خیال کیا اور سب کے سب سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگے آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم نے اچھا کیا۔(ابوداؤد) ۶؎

(۷)ایک بار آپ ﷺ کوئی نزاع چُکانے (جھگڑا ختم کرنے) کے لئے قبیلہ بنوعمرو بن عوف میں گئے ۔نماز کا وقت آ گیا تو موذن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا کہ نماز پڑھا دیجئے ۔ وہ نماز پڑھا رہے تھے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آ کر شریکِ جماعت ہوگئے لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کیں ۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے تاہم جب لوگوں نے مُتصِل (لگاتار) تالیاں بجائی تو مڑ کر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو انہوں نے پہلے تو خدا کا شکر ادا کیا کہ آپ نے ان کی امامت کو پسند فرمایا پھر پیچھے ہٹ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی ۔نماز سے فارغ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نے حکم دیا تھا تو تم کیوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶؎ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ عَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– وَأَنَا مَعَهُ فِى غَزْوَةِ تَبُوكَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَعَدَلْتُ مَعَهُ فَأَنَاخَ النَّبِىُّ –صلى الله عليه وسلم– فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدِهِ مِنَ الإِدَاوَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ حَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا إِلَى الْمِرْفَقِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ فَأَقْبَلْنَا نَسِيرُ حَتَّى نَجِدَ النَّاسَ فِى الصَّلاَةِ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلَّى بِهِمْ حِينَ كَانَ وَقْتُ الصَّلاَةِ وَوَجَدْنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً مِنْ صَلاَةِ الْفَجْرِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– فَصَفَّ مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَصَلَّى وَرَاءَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– فِى صَلاَتِهِ. فَفَزِعَ الْمُسْلِمُونَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ لأَنَّهُمْ سَبَقُوا النَّبِىَّ –صلى الله عليه وسلم– بِالصَّلاَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– قَالَ لَهُمْ » قَدْ أَصَبْتُمْ «. أَوْ » قَدْ أَحْسَنْتُمْ «.

(سنن ابی داود شریف، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی الخفین، جلد۱، صفحہ۸۵، حدیث۱۴۹، دارالفکر بیروت)

نے عرض کی ابن ابی قحافہ کا یہ منہ نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔ (ابوداؤد) ؎

مقدمہ: اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں ادب اور تعظیم وتکریم کا ارشاد فرمایا ہے۔ چند آیات بطورِ نمونہ عرض ہیں۔

﴿آیاتِ قرآن﴾

(۱) اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا o لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ط وَ تُسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّ اَصِیْلًا o (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۹، ۱۰)

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

(۲) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ o

(پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔

(۳) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

؎ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- ذَهَبَ إِلَى بَنِى عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَحَانَتِ الصَّلاَةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِى بَكْرٍ - رضى الله عنه - فَقَالَ أَتُصَلِّى بِالنَّاسِ فَأُقِيمَ قَالَ نَعَمْ. فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَالنَّاسُ فِى الصَّلاَةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِى الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لاَ يَلْتَفِتُ فِى الصَّلاَةِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِى الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ « يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لاِبْنِ أَبِى قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّىَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-.

(سنن ابی داود شریف، کتاب الصلاۃ، باب التصفیق فی الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۱۱، حدیث ۹۴۰، دار الفکر بیروت)

(۴)اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَھُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَھُمۡ لِلتَّقۡوٰی ط لَھُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ o (پارہ۲۶،سورۃالحجرات،آیت۳)

ترجمہ: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

(۵)اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُھُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ o (پارہ۲۶،سورۃالحجرات،آیت۴)

ترجمہ: بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

(۶)وَ لَوۡ اَنَّھُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡھِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّھُمۡ ط وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ o

(پارہ۲۶،سورۃالحجرات،آیت۵)

ترجمہ: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

درسِ ادب ۱: ۔سورۂ حجرات کی پانچ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آداب تعلیم فرمائے ہیں۔

آیت نمبر ایک میں بتایا گیا ہے کہ تم کسی قول یا فعل یا حکم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش دستی (ابتدا) نہ کرو مثلاً جب حضور کی مجلس میں کوئی سوال کرے تو تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اس کا جواب نہ دو، جب کھانا حاضر ہو تو تم حضور سے پہلے کھانا شروع نہ کرو، جب حضور کسی جگہ تشریف لے جائیں تو تم بغیر کسی مصلحت کے حضور کے آگے نہ چلو۔

امام سہل بن عبداللہ تستری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ ادب سکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تم بات نہ کرو جب آپ فرمائیں تو تم آپ کے ارشاد کو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔ آپ کے حق کی فروگذاشت (کمی) اور آپ کے احترام و توقیر کے ضائع کرنے میں تم خدا سے ڈرو خدا تمہارے قول کو سنتا اور تمہارے عمل کو جانتا ہے۔

آیت ۲،۳ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ۹ھ میں بنی تمیم کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہم پر کسی کو امیر مقرر فرمادیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ قعقاع بن معبد کو امیر بنادیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اقرع بن حابس کو امیر بنادیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ میری مخالفت کرتے ہیں۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے جواب دیا نہیں اس طرح دونوں جھگڑ پڑے اوران کی آواز بلند ہوگئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ :۔اس آیت کے نزول کے بعد حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنی پست آواز سے بات کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی [8] اور بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھالی کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے گفتگو کرونگا جیسے کوئی ہمراز سے مخفی بات کرتا ہے یعنی بالکل آہستہ۔(بخاری شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آیت ” لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ “ نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جونہایت اونچی آواز والے خطیب مقرر تھے۔) گھر میں بیٹھ گئے اور کہا کہ میں دوزخیوں سے ہوں اور وہ چندروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا ثابت بن قیس بیمار ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میرے علم میں انہیں کوئی بیماری نہیں۔اس کے بعد حضرت سعد نے حضرت ثابت بن قیس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا ذکر کیا۔حضرت ثابت بن قیس نے کہا تمہیں معلوم ہے میں بلند آواز ہوں اور آیت مذکورہ نازل ہوئی ہے اس کی رُو سے میں تو دوزخیوں سے ہوں حضرت سعد نے ثابت بن قیس کا نظریہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کردیا۔آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بلکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔ [9]

(یہ علمِ غیب ہے اس کی تفصیل عقائد صحابہ باب علم الغیب فی ذکر ثابت بن قیس میں پڑھیں۔)

فائدہ :۔آیت مذکورہ کے حکم کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچا بولنا اتنا سخت جرم اور گناہ تھا کہ اس سے تمام اعمال اور نیکیاں ضائع ہوجائیں۔

درس ادب ۲:۔اللہ تعالیٰ کو حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا طریقۂ ادب ایسا پسند آیا کہ ان کی مدح میں چوتھی آیت نازل فرمائی اور انہیں متقی ہونے کی سند عطا فرمائی اور قیامت میں انہیں اجرعظیم اور مغفرت کی بشارت سے نوازا۔

انتباہ :۔جولوگ صحابہ کرام بالخصوص اصحابِ ثلاثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ایمان وتقویٰ میں شک کرتے ہیں وہ

---

[8] (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الحجرات، ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الایۃ ۲) ، الحدیث ۴۵۶۴، جلد ۴، صفحہ ۱۸۳۳، دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

[9] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب مخافۃ المؤمن أن یحبط علمہ، الحدیث ۱۸۷۔(۱۱۹)، جلد ۱، صفحہ ۱۱۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اپنے ایمان وخاتمہ کی خبر منائیں اللہ تعالیٰ نے تو ان کے ایمان وتقویٰ پر مُہر ثبت فرمائی ہے اور یہ لوگ انہیں بُرا بھلا کہہ کر اپنا انجام برباد کررہے ہیں۔

ایک دفعہ بعض لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں سے باہر یا محمد یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پکارا اس پر پانچویں آیت نازل ہوئی جس میں بتایا گیا ہے کہ اس طرح پکارنا سوءِ ادب (بے ادبی) ہے ایسی جرأت وہ لوگ کرتے ہیں جن کو عقل نہیں ۔حسنِ ادب اور تعظیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس میں تھی کہ وہ لوگ حضور کے درِدولت پر بیٹھ جاتے اور انتظار کرتے یہاں تک کہ حضور خود باہر تشریف لاتے ۔اس طرح کا حسنِ ادب ان کے لئے مُوجِبِ ثواب (ثواب کا باعث) تھا جیسا کہ آیت پانچ میں ہے۔

لَاتَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ط (پارہ۱۸،سورۃ النور،آیت۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اس آیت میں بتادیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر (یا محمد یا محمد) نہ پکارا کرو جیسا ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو بلکہ حضور کو ادب سے یوں پکارا کرو یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا خیر خلق اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا مزید بیان پہلے آچکا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَ قُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَ اسۡمَعُوۡا ط وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ o

(پارہ۱،سورۃ البقرہ،آیت۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو "رَاعِنَا" نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

درسِ ادب ۳:۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے تو مسلمان عرض کیا کرتے "رَاعِنَا" (ہماری طرف متوجہ ہوں یعنی ذرا ٹھہریئے کہ ہم سمجھ لیں) عبرانی زبان میں اس لفظ کے معنی شر کے ہیں یہود اس لفظ کو بطریق استہزاء استعمال کرتے تھے اور تعریض واشارہ اسی معنی کی طرف کیا کرتے تھے چونکہ "رَاعِنَا" کا اِلتِباس (ہم شکل ہونا) عبرانی لفظ سے ہوتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تعلیم دی کہ تم بجائے "رَاعِنَا" کے "اُنۡظُرۡنَا" (ہم پر نظر رکھیں) استعمال کیا کرو جس کے معنی وہی ہیں جو "رَاعِنَا" کے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تلبِیس (ہم شکل ہونا) کا احتمال نہیں اور تم بغور سنا کرو تا کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ یہود جو اس طرح تعریض واستہزاء کرتے ہیں اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

فــائدہ :۔اس آیت سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارکہ میں ایسے الفاظ مُتَحَمِّلہ (مستقل مزاجی سے) استعمال نہیں کرنے چاہیے کہ جن میں تعریض (اعتراض) ہواور تنقیصِ شان (شان کوکم کرنا) کا وہم ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں سے یہ امر بھی ہے کہ آپ کی اولادِ طیبہ اور ازواج مطہرات کی تعظیم وتکریم اور ان کے حقوق کی رعایت کی جائے۔اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابِ کرام کی تعظیم وتوقیر کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم ہے صحابہ کرام کے درمیان جو مُشاجَرہ (آپس کے اختلافات) وقوع میں آئے اُن کی تاویل (شرح) نیک کرنی چاہیے وہ مجتہد تھے جو کچھ انہوں نے کیا از روئے اجتہاد وخلوص کیا وہ کسی طرح موردِ طعن (ملامت کے قابل) نہیں ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

ترسم آں قوم کہ بردرد کشاں مے خندند
در سر کا رخرابات کنند ایماں را

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے اُن کی تعظیم وتکریم کرنا اور حرمین شریفین میں آپ کے مشاہد (دیکھنے والے) ومساکن (رہنے کی جگہ) کی تعظیم کرنا اور آپ کے منازل (اترنے کی جگہ) اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دست مبارک یا کسی اور عضو نے چھوایا آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں ان سب کا اِکرام (عزت) کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعظیم وتکریم میں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ایک امر (کام) یہ ہے کہ آپ کی حدیث شریف کی تعظیم کی جائے۔حدیث شریف کے پڑھنے یا سننے کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے جب حدیث شریف پڑھی جائے تو اپنی آواز کو بلند نہیں کرنا چاہیے بلکہ دھیمی آواز کردینی چاہیے جیسا کہ حیات شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تَکَلُّم (بات کرنا) کے وقت ہوا کرتا تھا اور مستحب ہے کہ حدیث شریف اونچی جگہ پڑھی جائے۔حدیث شریف پڑھتے پڑھاتے وقت کسی کی تعظیم کے لئے اُٹھنا مکروہ ہے۔

جب لوگ امام مالک کے پاس طلبِ علم کے لئے آتے تو خادمہ دولت خانے سے نکل کر اُن سے دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہو یا مسائل فقہیہ کے لئے۔اگر وہ کہتے مسائل کے لئے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً نکل آتے اور اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث کے لئے آئے ہیں تو حضرت امام غسل کرکے خوشبو لگاتے ، پھر لباس تبدیل کرکے نکلتے۔آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ روایتِ حدیث کرتے۔اثنائے روایت (روایت کے درمیان) میں

مجلس میں عود سلگایا جاتا۔ یہ تخت صرف روایت حدیث کے لئے رکھا ہوا تھا۔(شفاء شریف) [10]

قاعدہ :۔ عشقِ رسول جسے حدیث شریف میں حُب (محبت) سے تعبیر کیا گیا ہے وہ دولت ہے کہ اس کے بغیر ایمان بے جسم و بے جان ہے اور یہ دولت منافق کو نصیب نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ عاشق ہی کو ادب نصیب ہوتا ہے بے ادب کا دوسرا نام منافق ہے۔فقیر نے عشق و ادب تو مُفَصَّل (تفصیل سے) عرض کردیا ہے۔یادرہے کہ ادب کو تعظیم و توقیر لازم ہے جس مذہب میں تعظیم ہی شرک ہو تو اُس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے۔

بعض لوگ توحید کے نشہ میں انبیاء واولیاء کے اکثر امورِ تعظیمی کو شرک کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔فقیر یہاں تعظیم کی تحقیق عرض کرتا ہے تاکہ توحیدیوں کے فتوائے شرک سے بچاؤ ہوسکے۔

شرعی و لغوی معنی :۔ تعظیم کے معنی ہیں قول یا فعل سے کسی کی بڑائی ظاہر کرنا۔ہر چھوٹا جو واقعی اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے وہ اپنے بڑے کی تعظیم کرتا ہے اور ہر لحاظ سے اس کی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔شاگرد اپنے اُستاد کی، مرید اپنے پیر کی، اولاد اپنے ماں باپ کی اور نوکر اپنے مالک کی یہاں تک کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کرتا ہے یہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم دی چنانچہ فرما: لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا۔ [11]

یعنی جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم و توقیر نہ کرے وہ ہمارے راستے پر نہیں ہے۔

فائدہ :۔ اس سے ثابت ہوا کہ تعظیم و توقیر عینِ اسلام ہے اور اس سے محرومی ابلیسی گھمنڈ ہے کہ وہ بھی تعظیمِ آدم علیہ السلام کے انکار سے مارا گیا چنانچہ اُصول کی مشہور کتاب نورالانوار میں ہے کہ:

سجد ظاهر فی سجود الملئکة نص فی تعظیم اٰدم [12]

یعنی لفظ "سجد" ملائکہ کے سجدہ کرنے کے بارے میں ظاہر ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کے بارے میں نص ہے۔

---

[10] (الشفاء بتعریف حققوق المصطفی ،القسم الثانی،الباب الثالث فی تعظیم امره ووجوب توقیره وبره وفیه سبعةفصول، الفصل الرابع تعظیم السلف لروایة حدیث رسول الله ﷺ و سننه،جلد۲،صفحه ۱۰۰-۹۹،دارالفیحاء ،عمان)

[11] مشکاة المصابیح،کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة،الفصل الثانی،الحدیث ٤٩٧٠-(٢٤)،جلد٣،صفحه١٣٨٦،المکتب الاسلامی،بیروت)(سنن الترمذی،کتاب البر والصلة،باب ماجاء فی رحمة الصبیان ، الحدیث١٩١٩،جلد٤، صفحه٣٢١،دار احیاء التراث العربی،بیروت)(المعجم الکبیر،باب العین،سعید بن جبیر، عن ابن عباس، الحدیث١٢٢٧٦، جلد١١، صفحه٤٤٩ ،مطبوعه ابن تیمیة القاهرة،مصر) [12] (نورالانوار،صفحہ ۸۷)

تعظیم کی اقسام:۔ تعظیم کے چار درجات ہیں۔

(۱) سجدہ عبادت کے طور پر تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کسی غیر کو سجدۂ عبادت کفر ہے۔ سجدۂ تعظیم حرام ہے یہی اہلسنت کا مذہب ہے۔ اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی اس پر ضخیم تصنیف "الزبدة الزكيه" موجود ہے ان کے فیض سے فقیر کا رسالہ "حرمة سجدة تعظيم" بھی ہے۔

(۲) رکوع یعنی بقدرِ رکوع جھک کر کسی کی تعظیم کرنا یہ بھی ہماری شریعت میں منع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

الانْحِنَاء ُلِلسُّلْطَانِ أو لِغَيْرِهِ مَكْرُوهٌ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ فِعْلَ الْمَجُوسِ [۱۳]

یعنی بادشاہ ہو یا کوئی دوسرا اس کے لئے بقدرِ رکوع جھکنا منع ہے کہ یہ آتش پرستوں کے فعل کے مشابہ ہے۔

اور شامی میں ہے، أَنَّهُ يُكْرَهُ الانْحِنَاء ُلِلسُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ [۱۴]

یعنی بادشاہ ہو چاہے کوئی دوسرا ہو اس کے لئے بقدرِ رکوع جھکنا منع ہے۔

(۳) کسی کی تعظیم کے لئے دوزانو بیٹھنا۔

(۴) کسی کی تعظیم کے لئے قیام (کھڑا ہو جانا)

یہی اہلسنت کے عوام وخواص میں معمول ورائج ہیں۔ اسی میں اختلاف بپا ہے اہلسنت کے نزدیک عینِ اسلام ہے تو حیدیوں کے نزدیک شرک اور اس غلط عقیدے کی بنیاد ابلیس نے رکھی جسے اللہ تعالیٰ نے تاقیامت ملعون، مردود وغیرہ ٹھہرایا۔ اس نے بھی قسم کھائی تھی کہ وہ بنو آدم میں اپنے ہمجولی بنائیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں انہیں تیرے ساتھ جہنم میں ڈالوں گا۔

اختیار بدست مختار:۔ فقیر اُویسی تعظیم وتوقیر کے اسلامی منشور کے دلائل دیتا ہے قارئین دورِ حاضرہ میں تعظیم وتوقیر انبیاء واولیاء بالخصوص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جس گروہ کو کوتاہ (بے باق) دیکھیں بلکہ شرک، حرام، بدعت کے فتاویٰ جڑتے دیکھیں ان سے دور رہیں ورنہ پھر آخرت میں اگر ان کے ساتھ ابلیس کی رفاقت نصیب ہو گی ابھی سے سنبھل جائیں فقیر کا کام ہے دلائل سے سمجھانا آگے اختیار بدست مختار (صاحبِ اختیار جو چاہے کرے)۔

---

[۱۳] (فتاویٰ عالمگیری، كتاب الكراهيةوهو مشتمل على ثلاثين باب، الباب الثامن والعشرون فى ملاقاة الملوك والتواضع لهم وتقبيل ايديهم، جلد٥، صفحه ٣٦٩، دارالفكر، بيروت)

[۱۴] (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحضر والاباحة، باب الاستبراء وغيره، جلد٦، صفحه ٣٨٤، دارالكتب العلمية)

اللہ تعالیٰ کا خصوصیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے ارشادات

فقیر نے چند آیات اور احادیث مبارکہ اور معمولات صحابہ تفصیل سے (رسول اکرم اور ادبِ صحابہ) کے مقدمہ میں عرض کر دیا ہے چند مزید دلائل حاضر ہیں۔

قرآن مجید میں ہے، وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ o (پارہ ۱۷، سورۂ الحج، آیت ۳۲)

ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

فائدہ: ۔اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کے دل میں تقویٰ اور پرہیز گاری ہوگی وہ شعائر اللہ کی تعظیم کرے گا اور شعائر اللہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیاں۔ (تفسیر الجلالین) [۱۵]

اس آیت مبارکہ میں اس بات کی جانب بھی واضح اشارہ ہے کہ جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا انکار کرتے ہیں وہ اگر چہ بظاہر اچھے نظر آتے ہوں گے لیکن ان کے قلوب تقویٰ اور پرہیز گاری سے خالی ہیں۔

وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ؕ ۔ (پارہ ۱۷، سورۂ الحج، آیت ۳۰)

ترجمہ: اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔

"حُرُمٰتِ اللّٰہِ" سے مراد وہ چیزیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک محترم ہیں اور نبی ساری مخلوقات میں خداوند قدوس کے نزدیک سب سے زیادہ محترم ہوتا ہے لہٰذا آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو مسلمان نبی کی تعظیم کرے گا اور ان کا ادب بجالائے گا تو وہ کافر و مشرک نہیں ہو جائے گا بلکہ وہ اس کے لئے بہتر ہے۔

نکتہ: ۔اللہ تعالیٰ نے جن آیات میں تعظیم کا طریقہ بیان کرنے کے لئے ایمان والوں کو مخاطب فرمایا۔ آیتوں میں حکم بیان کرنے سے پہلے "یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا" فرمایا اس لئے کہ جو ایمان والے ہیں وہی تعظیمِ نبی کو تسلیم کرتے ہیں لہٰذا وہی تعظیم کا طریقہ بتائے جانے کے بھی مستحق ہیں اور جو ایمان والے نہیں ہیں ان سے تعظیمِ نبی کا طریقہ بیان کرنا بیکار ہے کہ وہ تعظیمِ نبی کے قائل ہی نہیں ہیں جیسے کہ غیر مسلم کو نماز پڑھنے کا ڈھنگ سکھانا بے سود ہے کہ وہ نماز کو مانتا ہی نہیں ہے۔

انتباہ: ۔توحیدی برادری اور انہیں نیک سمجھنے والے یعنی صلح کلی طریقہ والوں کے لئے یہ کافی سامانِ عبرت ہے۔

تجربہ شاھد ھے: ۔ہم نے تجربہ کیا ہے کہ توحیدی برادری کو تعظیمی امور میں شرک اور بدعت کا ہیضہ صرف

---

[۱۵] (تفسیر جلالین، پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۲، جلد ۱، صفحہ ۴۳۸، دار الحدیث، القاھرۃ)

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء واولیاء کے متعلق ہوتا ہے ورنہ اور بھی دوسرے امور میں بعض امور کی تعظیم فرض بعض کو واجب بعض کو سنت بعض مستحب بعض کو مباح ماننے میں ہمارے ساتھ ہیں۔ چند امور ترتیب وتصریح احکام فرض وغیرہ ملاحظہ ہو۔

تعظیم وادب والدین :۔اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو والدین کی تعظیم کی بہت سخت تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی عبادت کے بعد "بِالْوَالِدَیْنِ" کا حکم فرمایا ہے۔

تعظیم وادبِ کعبہ :۔یہ ایک مکان ہے جو شہر مکہ میں پتھروں سے تیار کیا گیا ہے لیکن اس کی تعظیم وادب ایسا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے احکام اس سے وابستہ فرمائے ہیں مثلاً سجدہ باری تعالیٰ کو کرو تو اس کمرہ کو مسجود الیہ (اس کی طرف منہ کرکے سجدہ کرنا) بنایا جائے، دور والے اس کی سمت کی طرف منہ کر کے سجدہ کریں، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس کے گرد چکر لگائیں، اس کے بغلی پتھر حجر اسود کو چومیں وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح میلاد میں نئے کپڑے پہننا، خوشی ظاہر کرنا، گھروں کو آراستہ کرنا، چراغاں کرنا، سڑکوں اور گلیوں کو قمقموں سے سجانا، سڑکوں پر گیٹ بنانا، نعروں کے ساتھ جلوس نکالنا اور میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا جواز قرآن وحدیث اور صحابہ کرام وائمہ عظام کے قول وفعل سے ثابت ہے اور جب دیوبند کا صد سالہ جشن منانا جائز ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منانا بدرجۂ اولی جائز ہے لیکن یہ ساری بات عقیدت پر ہے کسی کو عقیدت دیوبند سے ہے تو کسی کو عقیدت عالمِ کائنات کے مُقتدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

منقش مصلیٰ کا عرف [16] :۔جس مصلیٰ میں کعبہ معظّمہ یا گنبد خضراء کا نقش ہو اس پر نماز پڑھنا ان کی بے ادبی نہیں اس لئے کہ یہ ہمارے عرف میں توہین نہیں بشرط یہ کہ سجدہ کی جگہ میں ہوں پیروں کی طرف نہ ہوں اس لئے کہ سجدہ کی جگہ مقامِ تعظیم ہے اور پیروں کی جگہ مقامِ توہین۔

دیوبندی بریلوی کے اختلاف کا انکشاف :۔ان دونوں مکاتب فکر کے اختلاف کے اکثر مسائل کا حل یہی عرف ہے۔فضلائے دیوبند بہت سے مسائل وعقائد اپنے عرف کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاق کر جاتے ہیں جو کہ وہ شریعت کے عرف میں گستاخی اور بے ادبی ہوتی ہے جس کا نتیجہ خروج از اسلام اور کفر

---

[16] فقہ اسلامی کا ایک اہم ماخذ اور سرچشمہ عرف وعادت ہے۔عرف سے مراد وہ قول یا فعل ہے جو کسی ایک معاشرہ کے یا تمام معاشروں کے تمام لوگوں میں رواج پا جائے۔اور وہ اس کے مطابق چل رہے ہوں۔

وارتداد تک پہونچتا ہے۔ایسے ہی مودودی اور غیر مقلدین ودیگر گستاخ فرقوں کا حال ہے مثلاً:
مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو گدھوں، چوپائیوں، پاگلوں سے تشبیہ دے دی۔
(حفظ الایمان) ۱ے

مودودی نے موسیٰ علیہ السلام کو''ملنگ''اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو''عرب کا چرواہا'' کہہ دیا۔(کتاب پردہ) وغیرہ وغیرہ۔

اس مسئلہ کو مزید تحقیق سے سمجھنے کے لئے غزالی زمان علامہ احمد سعید شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف "الحق المبین" یا ان کے فیض و برکت سے فقیر کی کتاب''دیوبندی بریلوی'' کا مطالعہ کیجئے۔

قیامِ تعظیمی:۔اس نام سے اسی موضوع پر فقیر کا رسالہ مطبوعہ ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

یاد رہے کہ قیامِ تعظیمی بعض صورتوں میں فرض وواجب ہے، بعض صورتوں میں سنت ومستحب اور بعض صورتوں میں جائز ومستحسن۔اس لئے کہ کسی شخص کے حکم پر عمل کرنا بھی اس کی تعظیم ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنا کبھی فرض وواجب، کبھی سنت ومستحب اور کبھی جائز ومستحسن ہے جیسا کہ اپنے مقام پر اُصولِ فقہ کی کتابوں میں ثابت ہے۔

صحابہ کرام، ائمہ عظام، علمائے اسلام اور ہر خاص وعام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے حق کو حتی الامکان ہر طرح ادا کیا اور آج بھی محبت والے جہاں تک ہوسکتا ہے ان کی تعظیم کا حق ادا کررہے ہیں مگر اس زمانہ کے کچھ نئے فرقے نکلے ہیں جن کا مذہب ہے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت گھٹانا۔وہ ہر اس تعظیم کی مخالفت کرتے اور شرک وکفر کا فتویٰ لگاتے ہیں جس کا حکم انہیں قرآن وحدیث میں صراحۃً نہیں ملتا ہے۔صرف وہی پرانا راگ الاپا جارہا ہے کہ یہ شرک ہے، بدعت ہے، حرام ہے، ناجائز ہے وغیرہ وغیرہ۔تفصیل تو فقیر نے رسالہ مذکورہ میں لکھ دی ہے چند حوالے اسی کتاب میں آئینگے۔ان شاء اللہ تعالیٰ

ادب کا انعام:۔اہلِ مدینہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا کہ آپ کو اور آپ کے نام لیواؤں کو لوگ تکلیفیں پہونچاتے ہیں تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ لے جانے کیلئے حاضر ہوئے تو انہیں حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اے گروہ خزرج! تم جانتے ہو کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں بڑی عزت اور مرتبہ کے شخص ہیں باوجود اس کے کہ یہ تمہارے ساتھ جانا چاہتے ہیں اگر تم لوگ ان کی مدد کے لئے مُستعِد (تیار) ہو اور دشمنوں سے محفوظ رکھ سکتے ہو تو لے جاؤ ورنہ یہیں چھوڑ جاؤ۔

۱ے (حفظ الایمان، جواب سوال سوم، صفحہ۸، کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیوبند)

فائدہ :۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کیونکہ آپ کا اسلام لانا غزوۂ بدر کے بعد ہے۔ اُس وقت اُنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ومحبت محض رشتہ داری کی وجہ سے تھا لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں اس کے انعام میں دولت ایمان نصیب ہوئی ۔ یہی فقیر کے بتائے ہوئے قاعدہ کی ایک مثال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات کا کوئی شمار نہیں ۔انعام کفر واسلام کو بھی نہیں دیکھتا اسلام کے بعد کے انعامات ظاہر ہیں۔

کفر والوں کی چند مثالیں عرض کردوں۔

(۱) سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کافر جادوگروں نے ادب کیا تو ایمان سے نوازے گئے ۔(قرآن شریف) ۱۸

(۲) ابولہب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت لونڈی آزاد کی تو اس میں بھی ادب کارفرما تھا اسے دولت اسلام نصیب نہ ہوئی لیکن مرنے کے بعد عذاب میں تخفیف پائی ۔(بخاری شریف) ۱۹

(۳) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب کیا تو اسلام سے نوازے گئے۔

(۴) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ابھی آپ نے پڑھا۔

انتباہ :۔یہ ادب نادانستہ اور محض رسماً یا تعلق رشتہ داری کی وجہ سے تھا تو اتنا بڑا انعام پایا۔ہم اہلِ سنت الحمدللہ عمداً (ارادۃً) اور اسلام وعبادت سمجھ کر اور حکمِ خداوندی بجالا کر ادب اور تعظیم وتوقیر کرتے ہیں تو دنیا میں بھی ہم انعامات سے نوازے جارہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ قیامت میں تو انعاماتِ خداوندی حساب سے باہر ہونگے ۔ **انشاء اللہ تعالیٰ**

☆☆☆☆☆☆

---

۱۸ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ۝ (پارہ۱۶،سورۃ طٰہٰ،آیت ۷۰)

ترجمۂ:توسب جادوگر سجدے میں گرالئے گئے بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے۔

۱۹ قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَيْبَةُ مَوْلاَةٌ لأَبِى لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِىَّ – صلى الله عليه وسلم – فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَه بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّى سُقِيتُ فِى هَذِهِ بِعَتَاقَتِى ثُوَيْبَةَ

(صحیح البخاری، کتاب النکاح،باب وأمهاتكم الاتی أرضعنكم،حدیث ۴۸۱۳،جلد۵، صفحه ۱۹۶۱،دار ابنِ کثیر الیمامة ،بیروت)